پیشوائی کے لیے آئے غزال — اسکی آنکھیں دیکھکر آتے ہین ہم
وہ پری پہنائے گر زنجیر زلف — تو ابھی دیوانے بن جاتے ہین ہم
ایک بھی غمخوار یہ کہتا نہین — رو نہ تو اوسکو لیے آتے ہین ہم
ان جفاکارون کو رکھتے ہین عزیز — دشمنون کے دوست کہلاتے ہین ہم
گفتگو کرتے ہین وصل یار کی — پھر یہ کہتے ہین کہ کیا گاتے ہین ہم
کھائے بل کہتا ہے وہ موے کمر — گیسوؤنکو پیچ سکھلاتے ہین ہم
تیر مژگان اوس کا پھر یاد آگیا — پھر کمان کیطرح چلاتے ہین ہم
تار ثابت جیب و دامن مین نہین — ای جنون تیری قسم کھاتے ہین ہم
آنکھ جیسے پھیر کر کہتا ہے وہ — گردش ایام دکھلاتے ہین ہم
تا لہو پوچھے وہ اپنی تیغ سے — زخم دانتلہ دکھلاتے ہین ہم
ہجر کی شب ہمکو نیند آئی نہین — زلف شبگون کی قسم کھاتے ہین ہم
تونے نظرون سے گرایا کیا ہمین — سب کی نظرون سے گرے جاتے ہین ہم
نام لکھ لکھ کر ترا وصلی پہ روز — ہجر مین یون دل کو بہلاتے ہین ہم
سامنے آتا ہی جو یوسف جمال — اوسکے ہاتھون مفت بک جاتے ہین ہم
ایسی خوش آئی ہے از خود رفتگی — آپ مین پھر یون نہین آتے ہین ہم
یہ غذا لکھی تھی کیا تقدیر مین — کیون فلک یون ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
بھیجتے ہین خط پہ خط او شمسولہ — گھوڑے اب کاغذ کے دوڑاتے ہین ہم

یہ جہان ہے کشتیِ بحرِ فنا — بیٹھے ہین لیکن چلے جاتے ہین ہم
مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال — یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم
ضعف سے صابر ہمین کہتے ہین لوگ — مفت مین ایوب کہلاتے ہین ہم
گھر سے کیونکر نکلین فردِ ضعف سے — بیت کے مضمون کہلاتے ہین ہم
قبر پر اوسنے کہا آؤنگا مین — اس توقع پر موے جاتے ہین ہم
دیکھیے اب شامِ غربت کیا دکھائے — رخصت اے صبحِ وطن جاتے ہین ہم
ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر — آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم
زردیِ رخ سے ہین کشتِ زعفران — جاے گریہ ہے ہنسے جاتے ہین ہم
بارِ عصیان سر پہ ہے گویا بہت — کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

ردیف نون

بے سوالی صبر کی دولت اگر پیدا کرون — مثلِ گل بے منتِ مخلوق زر پیدا کرون
مین توکل سے شکیبائی اگر پیدا کرون — خاکِ صحراے قناعت سے شکر پیدا کرون
مقتضاے طینتِ صافی ہے باغِ دہر مین — رابطہ مثلِ صبا با خشک و تر پیدا کرون
عشق برخوردار سے چاہون کہ پھل ہو نصیب — پہلے آہ و اشک سے نخل و ثمر پیدا کرون
تب تو اہلِ دل کی خوشبو سے معطر ہو دماغ — جستجو مثلِ صبا جب در بدر پیدا کرون
برق سان اے دل جو دائم برزدہ دامن ہے — بیقراری مین وہ اپنا ہم سفر پیدا کرون

باغ عالم مین اگر پیوند الفت ہو درست
تو تو شاخ بید سے بھی مین ثمر پیدا کرون

ہو کے شبنم کی طرح پرواز سیر تا فلک
پرتو خورشید سے گر بال و پر پیدا کرون

طالع وارون کے دولت اندلون یہ چاہیے
عیب جاتا ہے مین جتنے ہنر پیدا کرون

کھینچے یہ چرخ ستمگر مجھپہ تیغ آفتاب
صورت شبنم جو اوس گلشن مین گھر پیدا کرون

سب جہان یعقوب ان آنکھوں سے نہان ہو گیا
اپنی یوسف کی کہان سے مین خبر پیدا کرون

یار تک کب اوڑ کے جانے دی یہ بخت نارسا
خود بخود کٹ جائین گر مین بال و پر پیدا کرون

ہون جو اے گویا ابھی بحر رمل مین غوطہ زن
دیکھا اس بحر مین کیا کیا گہر پیدا کرون

ہون وہ بلبل چاہو مین گلشن اگر پیدا کرون
صورت طاؤس اپنے بال و پر پیدا کرون

تیغ ابرو کے ترے مضمون اگر پیدا کرون
اپنے ہر مصرع مین سفی کا اثر پیدا کرون

آہ بے تاثیر مین گر کچھ اثر پیدا کرون
گھر مین میٹھی بیٹھے اوسکے دل مین گھر پیدا کرون

ہون وہ گریان بعد مردن اپنی خاک قبر سے
سبزہ تر کے عوض مژگان تر پیدا کرون

خود بخود جلنے لگین پروانہ سان اے شمع رو
گر دکھانے کے لیے گر بال و پر پیدا کرون

خط اگر لکھون کبھی مین اپنے رشک ماہ کو
بعینہ گردون کی مرغ نامہ بر پیدا کرون

خنجر غم سے کرون سینے کو اپنے چاک چاک
یاد مین اوس ابرو کی لاکھ در پیدا کرون

آسمان دستاری ہو کے تیور گر پڑین
مین جو نخل آرزو مین بھی ثمر پیدا کرون

بغض ایسا ہی اوسکو ہرگز نہ آئی بھول کر
نقش حب کس طرح گر تجھ ہی گھر پیدا کرون

بہانہ ساقی مدہوش سے ہے لینے کا
نہیں ہون نشے مین بیہوش ہوشیار ہون مین

بجائے بعد فنا خاک سے بھی بیتا بی
مرون تو شیشہ ساعت کا پھر غبار ہون مین

دل و دماغ مرا جانتی ہے کیا بلبل
نہ الجھون دامن گل سے کبھی وہ خار ہون مین

یقین ہے سر ولب جو بھی پائمالی ہو
جو تیرے پانؤ پہ سر رکھ کے شکسار ہون مین

ہر ایک داغ ہے گل اور آہ سرو نسیم
وہ عندلیب ہون گلشن کا یادگار ہون مین

تو اپنے چاند سے ٹکڑے کو گر کہے گلزار
ہلال کہنے لگے اس چمن کا خار ہون مین

ادھر تو دیکھیو گویا نے گل کھلائے ہین
ہجوم داغ سے کہتا ہے لالہ زار ہون مین

دماغ اور ہی پاتے ہین ان حسینو نمین
یہ ماہ وہ ہین نظر آئین جو مہینون مین

خیال زلف ہے یون عاشقونکی سینو نمین
کہ جیسے سانپ ہون بیٹھے ہوئے خزینو نمین

کمال حسن ہے ای چرخ ان حسینو نمین
ہین آفتاب عذارو نمین مہ جبینون مین

قسم خدا کی نظارہ کرین خدائی کا
لگائین آئینۂ دل جو دوربینون مین

ہمارے ماہ کو یہ زاہدو نے سجدے کیے
ستارے بنگئے گھٹے جو تھے جبینون مین

بتون سے دور ہین اب کیا خدا کی قدرت ہے
کبھی وہ دن تھے کہ ہم بھی تھے ہمنشینون مین

خوشی کا روز ہے اب تو گلے لپٹنے دو
نظر پڑے جو مہ عید سال مہینون مین

اس ایک خال پہ ای ماہ تو نہو مغرور
ہزارون داغ ہین یان عاشقونکے سینو نمین

جو ماہ شام کو نکلے تو صبح کو خورشید
بے اتفاق نہین دیکھو تو حسینو ن مین

سبزہ تمک اپنی قبر کا خوابیدہ ہو گیا
پر ہمکو نیند آئی نہ اک دم مزار مین

او برق طور تا بہ کجا لن ترانیان
پتھرا گئین ہین آنکھین مری انتظار مین

جائین کہ آب شناترے دریا کی سیر کو
اشک روان سے رکھتے ہین دریا کنار مین

یہ کس نے آکے قبر پہ بے چین کر دیا
کیا سو رہے تھے چین سے کنج مزار مین

آیا ہے خواب بھی شب وعدہ اگر ہمین
آنکھین کھلی رہی ہین ترے انتظار مین

خاک چمن سے کیا ہے مرا کالبد بنا
داغون سی گل جو کھلتے ہین فصل بہار مین

بعد از فنا بھی حسن پرستی سی کام ہے
آئینہ سان صفائی ہے سنگ مزار مین

آنسو بہاؤن آنکھون سے اد سکو لگا کے مین
موتی پروؤن یار کے پھولون کے ہار مین

کیون منہ سے بولتا نہین نکلا ہے اتو خط
دروازہ بند باغ کا مت کر بہار مین

رہتی ہین یاد گوہر دندان مین رات دن
موتی بھرے ہین مثل صدف یان کنار مین

لیتے وہ لعل لب خط مشکین مین دیکھکر
پیدا ہوا ہی لعل بدخشان تتار مین

فرہاد کی یہ آنکھین ہین شیرین کو ڈھونڈھتی
اہو دل غزال پھرتے نہین کوہسار مین

سوزی ہی چرخ اس سی نہین کچھ بھی بعید
سچ یون ہی راستی نہین رفتار یار مین

تجھ بن نہین یہ جلوہ نما شب کو ماہتاب
چشم فلک سفید ہوئی انتظار مین

تو سن کے ساتھ چھوڑون جو مین منع کرنا تو
ظالم عنان صبر نہین اختیار مین

پھولون کا ہار بنگیا ہے موتیون کا ہار
ایسا خوشی سے پھول گیا دست یار مین

قدرت سے ان گلون کو ہی مہنگے بعد بھی
ہوتا نہین ہے گل مری شمع مزار مین

پاؤن ہی اپنے آبلگی صحرا مین بھی بہار | چھالے ہمارے پھول ہین گے خار مین
واجب ہے آب تیغ سے کر لیجیے وضو | سجدہ جو کیجیے خم ابروے یار مین
دریا مین اوسکے تیر مژہ کا پڑے جو عکس | سوراخ ہو ہر ایک گہر آبدار مین
آیا کبھی نہ یار نہ آیا مین آپ مین | اپنی اور اوسکے شکوے ہی کیے انتظار مین
ناسور پڑ گئے ترے دانتون کے رشک سے | روزن نہین ہے یہ گہر آبدار مین
کھا کھا کے گل ہوا ہو چمن میری خاک کے | طاؤس بنتے ہین چمن روزگار مین
آتی ہے فصل گل مجھے جوش جنون ہوا | زنجیر در سے باغ کے باندھو بہار مین
کرتی ہے صاف آئنے کو خاک دیکھ لے | جوہر نہ پوچھ جو ہین ہر اک خاکسار مین
رکھتے نہین غرور سے وہ پاؤن عرش پر | چلتے ہین سر کے بل جو رہ کوے یار مین
بتلاؤن کیا وہ کیسی ہے آرام کی جگہہ | سو جائین پاؤن جاؤن اگر کوے یار مین
اپنے سوا نہین ہے کوئی اپنا آشنا | دریا کیطرح آپ ہین اپنے کنار مین

گویا کبھی ہے یاس کبھی انتظار یار
کیا کیا ہین رنج زندگی مستعار مین

رو کے دکھلاتا ہے طوفان دیدۂ تر سیکڑون | ایک پل مین جمع جاتے ہین یہان گہر سیکڑون
حسرت ساقی مین کھائے داغ دل پر سیکڑون | سیکشو ہے ایک مینا اور ساغر سیکڑون
فتنے برپا ہوتے ہین ہر ہر قدم پر سیکڑون | دم بدم دکھلا رہا ہے یار محشر سیکڑون
اپنے غم کیسے ہمین لکھنے مین دفتر سیکڑون | اے صبا لے یار کو ہو جھنگ مسطر سیکڑون

ویسی ہو اوسکے سگ کی ابداز فنا ہی الفت
آنکھین کہا کے جسنے دیوانہ کر دیا ہے
ہم سکو جانتے ہین دیوانہ اوس پری کا
کیا ہی ہوا اجل کا مجھہ پہ قدم مبارک
کوچے مین اوسکے جاکر سر کاٹ ڈالتا ہون
اوس شہر یہ ہے مقرر شیر خدا کا سایہ

ہر استخوان کو اوسکو جیون ان پکارتے ہین
بادام تھرون پہ سر دی دی مارتے ہین
لیلی کہی ہو تو مجنون کہکر پکارتے ہین
ہاتھون سے قبر مین وہ مجکو اوتارتے ہین
منزل تلک پہونچ کر سب بوجھہ اتارتے ہین
جسکے سگ شکاری شیرون کو مارتے ہین

بازی بدی ہے اوس سے بوسونکی ہمنے گویا
ہے جیب عین کھیل اپنی کہنے کو ہارتے ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہون مین اس دھیان مین
آنکھون کا دون پردہ لگا جانان ترے دالان مین
بے بادہ ہے رنج و تعب آنسو روان ہین روز و شب
ہے کشتی مے کی طلب ساقی سے اس طوفان مین
تجکو جو ای رشک پری اب ان دنون نفرت ہوئی
صورت رگ افسوس کی پیدا ہوئی ہے پان مین
حاضر ہے دل سینے مین یان گر اس پہ تم ہو میہمان
رکھے نہین اب جان جان غیر از کباب خوان مین
تجھہ بن جو بے چینی رہی وہ گوش زد ہو جائے گی

اشک گوہر لخت دل یاقوت ہین
عشق کی دولت سے یہان کیا کیا نہین

چال ایسی چل زمین ٹھوکر نہ کہاے
اس مین کیا نادان تجھے جانا نہین

ہو رہے ہین ہے قناعت اے فلک
آرزوے سند دیا نہین

کردیا یہ ضعف نے نازک مزاج
نازنینونکا بھی ناز اوٹھتا نہین

اوٹھ گیا کیا یان سے وہ شوریدہ سر
جو ترے کوچے مین اب غوغا نہین

چشم احول مین نظر آتا ہے ایک
کس طرح کہیے تجھے یکتا نہین

آسمان ہانستا ہے اوسکی چال پر
جو کہ اپنی چال پر رو تا نہین

پھر گیا ہے آپ وہ مہر و مرا
تجھ فلک تجھ سے مجھے شکوا نہین

نفس پر گویا یہ کہتا تھا وہ شوخ
ق اسطرح کا آدمی ہوتا نہین

کس خوشی سے جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہین

عطر مٹی کا لگایا چاہیے پوشاک مین
خاک سے رغبت رہی ملنا ہی اک دن خاک مین

سارا عالم ہے ترے دام محبت کا اسیر
صید کیا صیاد بندھتے ہین ترے فتراک مین

روی آتشناک پنہان کیا ہجوم خط سے ہو
آگ پوشیدہ بھلا کب ہے خس و خاشاک مین

کام کیا ... ست کو تیری گل و گلزار سے
باغبان بیٹھا ہون مین بنت العنب کی تاک مین

عشق طالب پاکبازون کا گریبان گیر ہو
گرد کب بھرتی ہے دامان نگاہ پاک مین

ہین وہ ہون صید ستمدیدہ کہ مجکو دیکھکر
اشک بھر آتے ہین چشم حلقۂ فتراک مین

ای گل جو ہماری ضعف کی نہ سنی کچھ بات
بانگ شکست رنگ سی ہم گفتگو کرین

آنے لگے شراب کی بو اونکی سہری بھی
ہم میکشون سے زاہدا اگر گفتگو کرین

محو شراب ایسی ہین ہم مست ساقیا
آئے صدای قلقل اگر گفتگو کرین

ہین خاک وہ ترے رخ ناشستہ کی حضور
شبنم سے گل ہزار اگر شست وشو کرین

دیکھین چمن مین گر قد موزون کو تیری سرو
مانند شاخ گل ابھی گردن فرو کرین

دن کو چراغ کشتہ مہتاب جل کو بجھے
اکدم نگاہ گرم جو یہ شعلہ خو کرین

آئے چمن مین تو جو برنگ نسیم گل
ای سرو تیرا وصف لب آب جو کرین

ہنستے ہوئے تم آؤ جو گلگشت کے لیے
رونے کا میرے ذکر لب آب جو کرین

ہرگز نہ مین ملون وہ ہون پروانہ زلال
لیکر چراغ مہ جو فلک جستجو کرین

ہمراہ میکدے سے بلا بھی اوٹھ چلے
ساقی کی وان سے اوٹھ کے جو ہم جستجو کرین

اللہ ری لاغری ہم اگر چاہین ای جنون
حلقے کو چشم مور کے طوق گلو کرین

کچھ مدح چشم یار کرین ہم تو روئین جام
شیشے گلون کو کاٹین جو وصف گلو کرین

یوسف نہین ہے یار کہ جس پہ آو انگلیان
کاٹین گلے نگاہ جو سوے گلو کرین

مانند گرد باغ سے اوڑ جای رنگ گل
اوس گل کی ہم اگر صفت رنگ و بو کرین

نامے نہین غزال مضامین کو دام سے
تحریر ہم جو وصف خط مشک بو کرین

تقریر ہو گل سے گلبرگ ہو زبان
ہم اپنے گل کی گر صفت رنگ و بو کرین

اپنے فزوہ پہ لخت جگر یون ہی جلوہ گر
روشن چراغ جیسے لب آب جو کرین

ہون بعد مرگ صرف ہما اپنی ہڈیان	گر سایہ ہی بھی ہم سگ جانان کو تو کرین

میں اوس نبی کریم کا گویا ہون شیفتہ
گر سنگریزے ہاتھ مین لے گفتگو کرین

قتل عشاق کیا کرتے ہین	بت کہان خوف خدا کرتے ہین
سر مرا تن سے جدا کرتے ہین	درد کی آپ دوا کرتے ہین
آتش غم نے مگر پھونک دیا	دل سے جو شعلے اوٹھا کرتے ہین
جامۂ سرخ ترا دیکھ کے گل	پیرہن اپنا قبا کرتے ہین
خون روتی ہے چمن مین بلبل	ہم گلون سے جو ہنسا کرتے ہین
خم ابروے صنم کو دیکھین	ہم یہ کعبے مین دعا کرتے ہین
اپنے ساقی کو شب فرقت مین	پالی پی پی کے دعا کرتے ہین
روز دو چار کا خون کا کرتا ہے	دست و پا سرخ رہا کرتے ہین
مرگئے پر ہدف تیر ہے خاک	جا بجا تودے بنا کرتے ہین
دہن زخم سے ہم قاتل کے	تیغ کو چوم لیا کرتے ہین
شور محشر سے ڈرین کب عاشق	ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
ہوتے ہین دل مین نہایت نادم	خون بے جرم کیا کرتے ہین
سنہدی ملنے کے بہانے قاتل	کف افسوس ملا کرتے ہین
عوض بادۂ غم ساقی مین	خون دل اپنا پیا کرتے ہین

ذرا تو میان سے تلوار لیکر آزما قاتل — سو اسیر کوئی سینہ سپر ہووے تو مین جانون

حجاب بیجان کیون آئے مجھکو میری پاس آنے سے — سو اغم کر تری کوئی اگر ہووے تو مین جانون

ترنج زر ہین لپستان اور ذقن بھی سیب سیمین ہی — کوئی اس قد سا نخل بارور ہووے تو مین جانون

دیا بوسہ نہ ہرگز لیگیا دل چھین کر میرا — کوئی دنیا مین تجھسا مفت بر ہووے تو مین جانون

پڑا ہی اسیہ تو زلف دراز یار کا سا یہ — قیامت تک شب فرقت سحر ہووے تو مین جانون

زبان حال سے کہتا ہی تیری کان کا موتی — صدف مین ایسی خوبی سے گہر ہووے تو مین جانون

خالی ہاتھ سے نسبت نہین کچھ رشتہ بیان کو — مقابل اوس کے عنبر پاکے قمر ہووے تو مین جانون

حسین لیلی ہے بجی پر دیکھیہ میری یار کو مجنون — دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہووے تو مین جانون

لڑائی یار سے ہی ایدل نازان تری باعث — مگر تو شور اپنا بحر جو شر ہووے تو مین جانون

بجا ؤ کر کے یہ حیلہ کہ تھوڑی رات باقی ہے — ابھی تم کھولدو زلفین سحر ہووے تو مین جانون

کوئی دم سو نے دی سر رکھکے اوسکا اپنے زانو پر
جو پھر گویا کے گاہی درد سر ہووے تو مین جانون

اے صنم توری ہی جوہر ابروِ خمدار مین — ورنہ ہی یہ عیب ہووے بل اگر تلوار مین

ہے دل پر داغ اپنا چین زلف یار مین — آشیان طاؤس نی باندھا دہانِ مار مین

آسمان کہتی ہین جسکو وہ زمین شعر ہے — ماہ نو مصرع ہی وصف ابروِ خمدار مین

اے مری مہرو تو وہ یوسف ہی گر چھوٹون بکے — چرخ سے آئے اوتر کر مشتری بازار مین

مین وہ ہون آتش بیان لکھو میری روبرو — آگ لگجائی زبان مرغ آتشخوار مین

قاصد ہی تو اب پوچھتی کچھ دل ہی دھڑکتا
پیغام نہ اوسکا کہین پیغام اجل ہو

تھا آج کا وعدہ سو کہا آونگا مین کل
جبتک کہ ہو کل دیکھیے کیونکر مجھے کل ہو

بن تیری اگر جاؤ مین گلگشت چمن کو
سینے کو ہوا تیر ہو پھل برچھی کا پھل ہو

گل گل مری بیکل او سی کرتی ہو کردن کیا
یارب دل ناداں کو کسی طرح سی کل ہو

زلفون کی پریشانی سے کیا دل ہی پریشان
شانے کا ترے ہاتھ آئی کہین شل ہو

غنچہ کوئی کہتا ہے کوئی وہم دہن کو
کچھ منہہ سے تو بولو کہ یہ عقدہ کہین حل ہو

کسطرح سے ہو نسبت بھلا کچھ تو کرو انصاف
بیتابی ہو یان اور ادہر لیت و لعل ہو

اوس گل کو چمن مین ہو جو مینخواری کچھ ذوق
ہر غنچۂ گلزار صراحی بہ بغل ہو

کسطرح سے کہتے نہو اوسکی جبین کو
کہتے ہین تب ہی بات جو کہنے کا محل ہو

گویا کے سوا کسکا ہے منہہ اوس کرے بات
ہر بات مین جسکا فرطناز کے حیل ہو

چلے ہم اے جنون جب فصل گل مین گلشن کو
عوض پھولون کے پتھر سے بھرا کلچین دامن کو

سمجھکر چاند ہمنے یار تیری روی روشن کو
کہا بالے کو ہالہ اور مہ نو طوق گردن کو

جو وہ تلوار کھینچے تو مقابل کر دو مین دل کو
لڑاؤن دوست اپنے مین اوس آشنا کی دشمن کو

کرون آہین تو منہہ کو ڈھانپ کر وہ شمع کہتا ہی
ہوا سے کچھ نہین ہے ڈر چراغ زیر دامن کو

شرر سنگ لحد سی جھڑتے ہین لطف چراغان ہے
لگا یا کرتے ہین زاہد کے جب پتھر مرے مدفن کو

تھا گردن کا ڈورا کم مرا ایمان لینے مین
بنا یا کسلیے زنار اوس طفل برہمن کو

جھکائی ہین کنوین چاہ ذقن ای طبع موزونکو / بنایا یوسف گم گشتہ کی مانند مضمون کو

مجھے ذوق شہادت بعد مردن بھی ہی ای قاتل / بھری دامن قبی آب تیغ سے دھونا مری خون کو

خوشی ہو کر جو وہ مہرو گلے سے مرے چمٹ جاتا / ہلال عید پھر کہتا مین اپنے بخت وارون کو

دکھاوی ای جنون الفت ذنخکو جبکہ بکھرنگی / مین سمجھا خیمہ لیلی سواد چشم مجنون کو

نکولہ ہالہ مہتاب ہی میرے بیابان کا / فلک تب کہا کرتے مین وحشی میری بلدن کو

تصور اسقدر رکھا ہی مین نے زلف مشکین کا / بنایا ہی برنگ نافہ ہر اک قطرہ خون کو

نہایت کچھ مکدر ہو کے لیلی وہان سے پھر آئی / غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہے ہامون کو

مے الفت کی متوالی جو ہین ای ساقی بیہوش / صراحی کہتے ہین گردن کو ساغر چشم میگون کو

دکھایا اوس نے دریا پر شب مہتاب کا عالم / مجھے روتے جو دیکھا رخ پہ کھولا زلف شبگون کو

کہی جب وصف رخ مین شعر بندش کی صفائی کی / ہزارون پیچ سے باندھا گئے زلفون کے مضمون کو

فلک کو ای ہم صورت یہ تو احسان کرنا تھا / شراب عیش سے بھرنا تھا جام بخت وارون کو

سراپا ہمنے مضمون اوس قد بالا کی باندھی ہین / زمین اپنی غزل کی کیون نہ سمجھی پست گردون کو

مین سمجھا کوئی گل سرو گلستان نے کھلایا ہی / جو دیکھا پھول کی چھڑی کو اوس نو موزون کو

ہی بستر اطلس گردون کی پوشاک عریانی / ہمارے داغ سے نسبت نہین تاج فریدون کو

صدائے قلقل مینا یہ ہی محفل مین اے ساقی / دکھا دی چشم میگون کو دکھا دی چشم میگون کو

مری گردش کی افسانی سنے ہین شاید اس نے / اسی باعث سے ہے دوران سر مینائے گردون کو

لگی جب اپنی گردش کرنیا اوسکو تہ و بالا / بنایا شیشہ بازیگران مینائے گردون کو

طوق سیری ہی گلے میں کچھ نہیں ہے ناصحا
تا بہ گردن وان بھی دیکھا زلف کی زنجیر کو

کسکی جانب وسنے دیکھا مر گئے ہم رشک سے
ہم نشانہ بن گئے جسپر لگایا تیر کو

کھینچنا مشکل ہے مجھ دیوانے کی تصویر کا
پانوں سے پہلے بنایا چاہیے زنجیر کو

یہ گھلا ہوں ضعف سے پہنچا وہ اپنی جیب تک
اب گریبان گیر کیجیے خار دامنگیر کو

کان کا پردہ لگا دیجے تری دالان میں
رہیے اپنے گھر میں اور سنیے تری تقریر کو

سیکڑوں مضمون باندھے ہیں غزال چشم کے
فکر گویا نے کیا شرمندہ آہوگیر کو

یاں شکوۂ قاتل سے نہ آلودہ زبان ہو
جو زخم لگے وہ پئے شکرانہ دہان ہو

گر دیر لگی روح روانہ مری ہوگی
قاصد سے یہ کہدو کہ خبر لیکے روان ہو

تو تیغ لگائے دہن زخم کی ہنس دون
قاتل ترا شکوہ نہ کبھی مجھ سے بیان ہو

گر آہ صبا بنکے چلے یار کی جانب
بے منت قاصد مرا مکتوب روان ہو

جا سکتا نہیں جوشش گریہ سے کبوتر
مرغابی ہی نامہ کو مرے لیکے روان ہو

وہ کون سی جا ہی کہ نہیں جلوہ نما تم
تسپر نہیں معلوم کہ کس جا ہو کہاں ہو

سایے کیطرح کیوں نکرو سرو کو پامال
تم سرو روان جان جہان آفت جان ہو

مجھ وحشی سے ہرگز نہ چھٹے دشت نوردی
مرجاؤں تو پھر خاک مری ریگ روان ہو

چھا جائے گھٹا اوس میں مستی الکا جھو ذکر
منہ بر سے مرے رونیکا اگر حال بیان ہو

مت پوچھ مرا ضعف اگر رشتہ رگوں میں
کیا دخل کہ آنسو مری آنکھوں سے روان ہو

ردیف ہا

نہین تیری جفا و خفا ہے یہ / قتل کرنا جو ہے ادا ہے یہ

سر قلم کیجیے روا ہے یہ / اپنی قسمت کا بس لکھا ہے یہ

بھن رہا ہے جگر جو مثل کباب / عشق سرکش مین بس مزا ہے یہ

خون عشاق کو وہ کہتا ہے / دست و پا کے لیے حنا ہے یہ

اپنی بدخوئیان نہین اچھین / کہہ نہ بیٹھے کوئی برا ہے یہ

کوستے ہو جو ہاتھ اوٹھا کر تم / اپنے نزدیک تو دعا ہے یہ

گاہ ہنستا ہے گاہ چین بجبین / وہ تو شوخی ہے اور ادا ہے یہ

ٹیڑھی سیدھی نہ کیون سنے اوسکی / راست قامت ہے کج ادا ہے یہ

خط کو اپنا جواب نامہ سمجھہ / یار نے مجکو بس لکھا ہے یہ

اس کو مستانہ سرخ مت سمجھو / خون عاشق کا سر چڑھا ہے یہ

ہے فلک پر دماغ گویا کا
جب سے اوس کوچہ کا گدا ہے یہ

نیم بسمل کیا ادا ہے یہ / عاشقو لوٹنے کی جا ہے یہ

شب وصل صنم دلا ہے یہ / بوسے ہونٹون کے لے مزا ہے یہ

دل کو کیون پائمال کرتے ہو / نہ تو سبزہ ہے نہ حنا ہے یہ

ردیف یا

اوسکی رفتار کے لکھے ہین جو وصف — کیا مری طبع مین روانی ہے
ناصحا عاشقی مین رکھہ معذور — کیا کرون عالم جوانی ہے
کس سے دون اوس صنم کو مین تشبیہ — کب خدائی مین اوسکا ثانی ہے
منہ مرے زخم پر رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہ نشانی ہے
سر کٹا ئین گے شمع سان خاموش — گر یہی اپنی بے زبانی ہے
ہم نہین شمع ہون جو اشک فشان — کار عشاق جانفشانی ہے ++
مینھو نے گھر مرے رکھا اوس کو — یہ بھی تائید آسمانی ہے +
دل بھی اوس سے اوٹھا نہین سکتے — ناتوانی سی ناتوانی ہے

قد موزون کے عشق مین گویا
رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت اے جان شب جدائی ہے — مژدہ اے دل کہ موت آئی ہے
تجھ سے مغرور کی جھکی گردن — یہ بھی اک شان کبریائی ہے
اوس نے تلوار کو سنبھالا ہے — دیکھیے کس کی موت آئی ہے
پھر گیا جب سے وہ صنم بخدا — ہمسے برگشتہ اک خدائی ہے
بات سیدھی بھی وہ نہین کرتا — کج ادائی سی کج ادائی ہے
آپ کو جانتا ہے آئینہ — صاف یہ اوسکی خودنمائی ہے
تم مرے کج کلاہ کو دیکھو — یہ بھلا کس مین میرزائی ہے

سوزش مری دل کی دیکھہ ایاہ — اکسیر اس برج آتشی کی

وہ طفل نصیری آئے شاید — قسمین دو دن مرتضےٰ علی کی

گردن روبلی تھی شمع سرکش — کیون اوسکی لگی ہے ہمسری کی

بس رکھدیا خط مین برگ سوسن — جب لکھ نہ سکے صفت مسی کی

ٹھکرا کے چلے جبین کو میری — قسمت کے لکھے نے یاوری کی

یہ رشک ہی منھہ جو یار دیکھے — صورت دیکھون نہ آرسی کی

بھولا تھا مین راہ کوے قاتل — تونے اے موت رہبری کی

اوسکی گردن تلک نہ پہونچا — اے دست دراز کوتہی کی

دل کو یا لاتبل مین تونے
گویا دشمن سے دوستی کی

جو پنہان تھا وہی ہر سو عیان ہے — یہ کیسے لن ترانی اب کہان ہے

سراپا ماہ کا تجھہ پر گمان ہے — زمین قدمون کے نیچے آسمان ہے

کیا یہ سوز دل نے گرم پہلو — برنگ شمع ہر اک استخوان ہے

ٹپکتا ہے ہمارا خون اس سے — تری تلوار قاتل گل فشان ہے

جو پہونچے ہاتھہ زنجیرون کو توڑین — اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے

گیا ہے کوچۂ قاتل مین ابدل — مسلمان وارد ہندستان ہے

سنے جو پھرینگے تا قیامت — ہمارے عشق کی وہ داستان ہے

نہوگا کوئی مجھہ سا محو تصویر
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

کہا ہو یار تو صاف کہدون
نہ کیونکر ہو خود بین کہ آئینہ رو ہے

کبھی رخ کی باتین کبھی گیسوؤن کی
سحر سے ہی شام تک گفتگو ہے

محبت جتاؤن تو باور نہ آئے
غرض کسقدر بدگمان یار تو ہے

ملادے لب جام کو سب سے ساقی
چمن ہے ہوا سرد ہے آب جو ہے

نہ کیونکر دماغ آسمان پر ہو پیدا
بغل مین مرے ساقی ماہ رو ہے

نہین ہے سوا تیرے کچھہ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

ہوا ہون زخود رفتہ مین خط جو لکھہ کر
کسی نامہ بر کی مگر جستجو ہے

چمن مین بھی دیکھا تو چرچا ہے تیرا
لب برگ گل پر تری گفتگو ہے

نہو وصل تو رات دن ہے برابر
سحر کی نہ کچھہ شام کی آرزو ہے

کسی گل کے کوچے سے گذری ہے شاید
صبا آج جو تجھہ مین پھولون کی بو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھہ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہے لہو گر تری تجخیر سے ٹپکے
ہے شرط وفا یہ نہ تری تیر سے ٹپکے

اللہ رے نزاکت جو شب ماہ مین نکلے
گرمی سے پسینا رخ بے پیر سے ٹپکے

آہون سے مری اور بھی دوزخ مین لگی آگ
جنت کا مکان رونق تاثیر سے ٹپکے

ہم ایسے ہین پیاسے کہ تو رکھدے جو گلے پر
پانی وہین قاتل لب شمشیر سے ٹپکے

مین نے گل کھایا تو لگا کہنے
خوب تازہ یہ گل کھلا بیٹھے

نہ اوٹھین گے مثال نقش قدم
جب ترے در پہ یار آ بیٹھے

دیکھہ اوس سے سمجھ کے کر بات
ہے وہ گویا نہ کچھہ سنا بیٹھے

جو وہ اپنی محراب ابرو دکھا دے
بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکا دے

اثر کچھہ تو ای آہ سوزان دکھا دے
رقیبون کے دو چار گھر تو جلا دے

اگر دیکھی چاہِ ذقن اوسکا یوسف
تو پھر آپ کو وہ کنوئین مین گرا دے

مین منصور ہون زاہد و حق کہون گا
اگر کوئی سولی پہ مجھکو چڑھا دے

پڑے اشک و آہ سوزان کی بس مین
یہ چاہے بہا دے وہ چاہے جلا دے

بھلا کچھہ تو آ کام ای جوشش گریہ
کہ غیرون کے دیوار و در کو گرا دے

اجل کہہ کے اوس تیغ ابرو کا قصہ
ہے احسان شب ہجر مین گر سلا دے

اگر آب ہی تیرے خنجر مین قاتل
ذرا میرے دل کی لگی کو بجھا دے

پڑھے کب وہ گویا بھلا میرے خط کو
کبوتر کو جو چٹکیون مین اوڑا دے

جسم حیران جہان آئینہ ادراک ہے
چاندنی اوس ماہ کی اوتری ہوئی پوشاک ہے

دست کوتہ عشق کا ہو کسقدر بیباک ہی
دامن پاک مہ کنعان کو دیکھو چاک ہے

چہرہ گلگون ہی گلشن قامت موزون ہی سرو
گوش نازک مین گل تر غنچہ گلستان ہے

لگین گریہ مژگان دلیہ ہی علین آرزو میری
ہجوم یاس حسرت الکسو ہی بیکسی الکسو
مین دیوانہ ہون مرہم غانہ مجکو نہ بخشی گا

مجھی یہ تیر باران کم نہین یا راحت سے
ترے عاشق کا جاتا ہی جنازہ شان شوکت سے
اگر چھے کبھی ہونگے زخم تو سنگ جراحت سے

وہ مجھسے بے طرح روٹھا تھا لیکن مین نے ای گویا
منایا لاکھ منت سے خوشامد سے سماجت سے

اوسکو مجھسے روٹھا دیا کس نے
دام کاکل دکھا دیا کس سے
خنجر ابرو دکھا دیا کس نے
اے فلک ہم تو بیٹھے ہنستے تھے
آئینے مین دکھا کے تیری شکل
مین گیا اوسکے گھر تو کہنے لگا
نہین معلوم شوق قتل مین کچھ
دنیا دے کسی کی آنکھون مین
مانگتے ہی گناہگار ہوئے

میرے دل کو دکھا دیا کس نے
مرغ دل کو پھنسا دیا کس نے
کعبہ دل گرا دیا کس نے
اوٹھتی اوٹھتی رولا دیا کس نے
مجکو حیران بنا دیا کس نے
گھر ہمارا بتا دیا کس نے
سر ہمارا اوڑا دیا کس نے
نظرون سے گرا دیا کس نے
اوس سے بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا
آج دشمن بنا دیا کس نے

لی ہاتھون مین یہ جا کس نے
ہاتھون سر پر مرا لیا کس نے

کیا لگا وہ مست سے ساقی نے نظارہ کیا
محتسب سرشار ہے زاہد جو مستانہ ہے

اعتبارات جہان کثرت میں تو وحدت کو دیکھ
کہ وہی مہمان وہی خانہ وہی صاحب خانہ ہے

آج افسانے سنا کرتا ہے پھر خواب ناز
دیکھ لینا بے خبر کل تو بھی اک افسانہ ہے

اس چمن میں خار چشم و ہر گل و نرگس ہیں
ہاں مگر کچھ آشنا سا سبزۂ بیگانہ ہے

ہے وضو بسا لہو کا قتل ہونا ہی نماز
سر جھکانا زیر خنجر سجدۂ شکرانہ ہے

پڑ گئی ہے جان ہی ہر ایک بت میں اے صنم
اندنوں تیری تجلی گاہ کیا بتخانہ ہے

دل پڑا جلتا ہے اب ہو جان تو آنکھوں میں آ
دیدۂ گریان مژہ سے صورت خسخانہ ہے

رعد ہے نالہ مرا ابر سیہ مژگان تر
جسکو بجلی کہتے ہیں وہ آہ بیتابانہ ہے

قیس و گویا وامق و فرہاد پر موقوف ہے
جو ترے کوچے میں آیا اے پری دیوانہ ہے

غم ہوں ہوں نظروں سے ایسی ناتوانی ہے
اب ادھر سے ارنی ہے یا لن ترانی ہے

آنکھ اوٹھا کے گر دیکھیں مہربانی ہے
لو دعا ضعیفوں کی ثمرۂ جوانی ہے

وہ لگاتے ہیں مہندی ہم بھی ہیں لہو روتے
واں ہے مشق خونریزی یاں بھی خونفشانی ہے

حال دل کبھی گر کہوں تو کہتا ہے
اور ہیں سنے قصے یہ بھی اک کہانی ہے

یہ چھپا رکھا ہمدم حال زندگانی کا
جب ہوا جانان خاک زندگانی ہے

سکو دقیقہ کا حل [illegible] ماہ تابان کا
اوسکی جو قبا کا رنگ آسمانی ہے

کرتے ہو اشارہ کب جلوہ ابرو سے
تیغ گر لگا بیٹھو یہ بھی مہربانی ہے

کشورِ دل مین کیا تلاطم ہے — صورت اک انقلاب کیسی ہے
دل پھنسا جب سے زلف و کاکل مین — حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے

دلکھیہ ہمت حسین کی گویا
سب عطا بوتراب کیسی ہے

مجکو چاہِ ذقن دکھاتا ہے — سیرا یوسف کنوئین جھکاتا ہے
کچھ تو سیدھی بھی بات کرتا ہون — ترچھیان وہ مجھے سناتا ہے
شمع محفل وہ مجکو سمجھا ہے — شاید اسواسطے جلاتا ہے
عقل اول کے ہوش اوڑتے ہین — جیتکیو نہین وہ جب اوڑاتا ہے
زلف کو چھیڑتا ہے جب شانہ — دل مرا پیچ و تاب کھاتا ہے
گر میان غیر سے نکر ظلم — جل رہا ہون عبث جلاتا ہے
برگِ گل سے زیادہ لال ہین ہونٹھ — کوئی جانے کہ پان کھاتا ہے
خاک سے بھی مری غبار رہا — قبر کو ٹھوکرین لگاتا ہے
غنچے غیرت سے کھل نہین سکتے — جب چمن مین وہ مسکراتا ہے
مثل آئینہ اوس سے صفا ہین ہم — جو ہمین خاک مین ملاتا ہے
تجکو اپنی ہنسی خوشی کی قسم — کس لیے تو ہمین رولاتا ہے
دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہے — خنجرِ آبدار لاتا ہے
دید کی آنکھہ ہی نہین رکھتے — لن ترانی کسے سناتا ہے

دم آیا میری آنکھون مین آئی تم تماشائی تم — اجل بہتر ہے اس ہر روز کی امیدواری سے
جیسے مین دیکھتا ہون ہلالی کی دانتونکا نشیبا ہے — نجم کو بھی ہر دم کام ہے اختر شماری سے
خراماں دیکھکر گلشن مین میری سرو قامت کو — لجاونگے نخل گلستان شرمساری سے

وہین دہو جائیگا دینگے جو مجکو دفتر عصیان
کہ پانی پانی ہو جاویگا گویا شرمساری سے

پیتے ہین خون دل نہین خواہش شراب کی — دل ڈھونڈھ رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی
پیتے ہی مجکو دار و بیہوشی ہو گئی — تاثیر ہے یہ یار کی جھوٹی شراب کی
مسکن کو اپنے چھوڑ کے زلفونمین جا پھنسا — وحشت تو دیکھیو دل خانہ خراب کی
کس شہسوار کی ہے قدمبوس کی ہوس — صورت جو بنگیا ہے میرے نور رکاب کی
کس کو پچے سی نکال کے مارا ہے دشت مین — دیکھو جنون نے کیا مری مٹی خراب کی
سینہ خیال یار سے بتخانہ بن گیا — ناقوس آہ ہے دل پر اضطراب کی
بعد از فنا بھی شیشۂ ساعت کی خاک ہین — تاثیر اب تلک ہے وہی اضطراب کی
پہونچا یا مجکو کعبہ کوی بتان تلک — بارے دعا خدا نے مری مستجاب کی
اے شہسواریان بھی قدم رنجہ کیجیو — ہے حلقہای چشم مین صورت رکاب کی
دریا رواں ہے فرقت ساقی مین چشم مین — درکار اب ہوئی مجھے کشتی شراب کی
پرتو پڑا جو خواب مین اوس رشک ماہ کا — صورت لگی ستارے سے ملنے حباب کی
دیکھا تجھی جو خواب مین جاگے مرے نصیب — بیداری سے فزدن ہوئی توقیر خواب کی

بڑے سایہ جو میرا مرغ آتشخوار جل جاوے — سمندر میری سوز دل کی آگے پانی پانی ہے
ہمارا نامہ دیگر آہ بھی اک بھیجو قاصد — جو پوچھے یار کہدینا یہ پیغام زبانی ہے
بچھا ہی دشت مین ہر ایک جانب فرش کانٹونکا — جنون مجھ آبلہ پا کی مگر اب میہمانی ہے
ہماری خاک پر آتے ہوئے جو تم مکدر ہو — عوض پھولون کی تربت پر مگر تیوری چڑھانی ہے
لکھا القاب نامہ مین مجھے نامہربان اوسنے — کیا کھولے ہوئے نکو یہ بھی مہربانی ہے
لگایا ہی جو اپنے دانت پر میرے شکر لب نے — تو ہر میٹھی چھری تلوا ر سیرین اوسکا پانی ہے
ہوا ہی تب کمین غربال سینہ اوسکی تیرون سے — اسی امید پر جب بھیجے ہر سو خاک چھانی ہے
مرا لیجاکے نامہ تو جواب غیر لاتا ہے — یہ قاصد خط رسانی ہے و یا ایذا رسانی ہے
عوض نامی کے بھیجین گے اور کرلوٹن کبوتر ہم — اسی پر دے مین قاصد دل کی بیتابی دکھانی ہے
ہم ایسا رو رہے تھے اگر و زاہد سکے منہہ پہ تھکر — ہوئی ہین مدتین چاہ ذقن مین اب بھی پانی ہے
تری تصویر اگر کھینچے دہن کی جا لکھے مانی — خدا ہی عالم الغیب ورنہ سر نہانی ہے

جگر مین خار غم ہین اور تڑپتے ہین نہین کہتے
ازل سے یان تو گویا مثل ماہی بیزبانی ہے

ہمین اس قید الم سے تو رہائی ہوتی — شب ہجران کو عوض موت ہی آئی ہوتی
آئینہ دیکھتے تم تو نہ صفائی ہوتی — اوس سے بھی آنکھ لڑاتے تو لڑائی ہوتی
خود فروشی سر بازار جو لائی ہوتی — ان بتون کی تو خرید ابتدائی ہوتی
وعدہ دیدار کا ہے شکل دکھائی ہوتی — کل جو آنی تھی قیامت ابھی آئی ہوتی

کبھی مژگان کبھی ابرو وہ دکھاتا مجھکو | کبھی برچھی کبھی تلوار لگائی ہوتی
گل نہ سنتے تری فریاد یہ یون ای بلبل | مرے نالون کی اگر طرز اوڑائی ہوتی
آب شمشیر سے طوفان بپا ہو جاتا | مرے اشکون نہین جو قاتل نے بجھائی ہوتی
دہن یوسف مصری مین بھر آتا پانی | اوس شکر لب نے جو تقریر سنائی ہوتی
مہر و مہ ہوتے مری طرح ترے دیوانے | چاند سورج کی جو زنجیر دکھائی ہوتی
ہے یہ دلچسپ مکان اوسکا جو پڑتی مری آنکھ | شکل روزن نہ کبھی اوس سے جدائی ہوتی
ہجر ساقی مین جو ہم آنکھ سے دریا روتے | خود بخود کشتی مے لینے کو آئی ہوتی
مین وہ مجنون ہون دکھاتا جو کبھی حسرت دل | محمل ناز سے لیلی نکل آئی ہوتی
بادشہ وقت کے ہین دولت خاموشی سے | مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی
عمر بھر مین دہن زخم سے خندان رہتا | تو نے ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتی
ہون وہ دیوانہ کہ بنجاتی وہ مجنون کی شبیہ | لیکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتی
تھی بہت حسرت پرواز قفس مین صیاد | بعد مرنے کے مری خاک اوڑائی ہوتی
یار کی تیغ نگہ کرتی اگر مجکو شہید | لاکھ ہمچشمون نے آنکھون سے اوٹھائی ہوتی
درد ہوتا مری زخمون مین تو میٹھا میٹھا | اوس شکر لب نے جو شمشیر لگائی ہوتی
ہاتھ سے اپنے جو وہ رشک چمن گل لیتا | شمع فانوس مین کبھی لی نہ سمائی ہوتی
مرگئین تھین نہ چمن مین تجھے لازم تھا صبا | سرو قد قمریون کی خاک اوڑائی ہوتی
سگ دلبر کبھی آتا تو پئے استقبال | ہڈی ہر ایک بدن سے نکل آئی ہوتی

دکھائی جس نے یہ صورت ہمین وہ مم آخر
اوسی کو دیکھنے کو روح اب ترستی ہے

نہ ٹوٹے شیشۂ مے میرے سنگ مرقد سے
پس از فنا بھی مجھے یاس مے پرستی ہے

اسیر کر کے ہمین خوش نہو جیو صیاد
کہ تو بھی یان تو گرفتار دام ہستی ہے

عجب نہین دم عیسیٰ سے بھی جو گل ہو جاے
کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی ہے

وہ مانگتا ہی مری جان رونمائی مین
یہی جو مول ہے تو جنس حسن سستی ہے

کیا ہے اسنے تو یوسف کا چاک دامن پاک
نہ پوچھو عشق کی جو کچھ دراز دستی ہے

کہو نہین ہے وہی ساقی وہی سبو وہی جام
مدام بادۂ وحدت کی مجکو مستی ہے

علم ہے تیغ دو دم تیری سر جھکائے ہوئین
تری گلی مین بھی ظالم بلندی پستی ہے

جو چاہی رحمت حق عجز کر شعار اپنا
رواں اودھر کو ہی پانی جدھر کو پستی ہے

سفید ہو گئے موے سیاہ غفلت چھوڑ
ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے

ہر اک جوان کا قد خم ہوا ہے پیری سے
مآل کار بلندی جہان مین پستی ہے

وہ اپنی جنبش ابرو دکھا کے کہتا ہے
یہ وہ ہے تیغ اشارون سے جو کستی ہے

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار
صنم بغل مین ہے دل محو حق پرستی ہے

ہے خوب پہلے سے گویا گردون مین ترک سخن
کہ ایک دم مین یہ خاموش شمع ہنستی ہے

ہون وہ بلبل رعنا گو دمی حق دو چشم تر مجھے
نالون کو منقار دی بند جھی کو خاطر مجھے

بھر ساقی مین جو خوش آئے مے احمر مجھے
باعث دوران سر ہے گردش ساغر مجھے

پونچھون اشک گرم تو جلنے لگی بجلی کیطرح
مین نیٔ عریانی مین ممنون ہون کسی ہمشیم کا
آب لی زحمت گریبان صحر کو چیر کر
تو جھکر کیون سے یر پر ادکے اوڑ ایا کرتی ہین
حسرت دیدار کھیہ لگتی ہے اپنی یار کو
آگیا جسدم عرق اوسکے رخ پر نور پر
جامۂ عریانی تن چاک ہو مثل کتان
ناتوانی سے پڑا ہون خاک پر تو کیا ہوا
وصف تیری بے دہاتی کے جو ہین ورد زبان
انتظار نامۂ جانان نے زار ادیا کیا
وان قبا تو نے اوتاری یار پہر خواب ناز
خانہ بردوش اس گلستان مین رہا مین عمر بھر
وہ نشانہ ہون جہان تیر ہوگا اوڑ کر جاؤنگا
وصف چشم مست کچھہ کیکر اگر مین چپ رہون
کعبے اور بتخانے جانیسے بھلا کیا کام تھا
شکر اللہ کہ کبھی ہوتا ہے درد آنتون
اس گمان کیا کرون مین ساقی کوثر کی ...

ہو گی فلک بالفرض اگر دامان تر تر مجھے
جامۂ آب روان دے اشک چشم تر مجھے
چاک کرنا ہے ابھی تو دامن محشر مجھے
کیا ملے مین سطح لوٹنیکے خاطر پر مجھے
آنکھہ کے ڈورے سے بنوانا ہی اب سطر مجھے
ماہ تابان پر نظر آنے لگے اختر مجھے
گر ہلالی تیغ دکھلائے مرا دلبر مجھے
لے اوڑی ہین ہوش میری نا فلک اکثر مجھے
اس لیے کہتے ہین سب غیب اللسان اکثر مجھے
لائے خط جبتک صبا لبن نے اوڑی صرصر مجھے
یان جنون نے اپنی جامے کیا باہر مجھے
ہون وہ بلبل آشیان مین ہے یر بال و پر مجھے
اتنو او ظالم ترے تیر دنی بخشے پر مجھے
صوت مینا کہی قلقل لب ساغر مجھے
تیرے گھر کی جستجو پھرواتی ہے در در مجھے
دیکھہ جاتی ہین سگان کوچۂ دلبر مجھے
یا الٰہی دے زبان موجۂ کوثر مجھے

دیکھ کر دیتے ہیں بت ہاتھ سے کھو دولت فقر
شاہ کہلاتا ہے جو کوئی گدا ہوتا ہے

عرق آتا ہے جو ابرو پہ تو کہتا ہے وہ شوخ
آب شمشیر سے طوفان بپا ہوتا ہے

غم میں اوس ماہ کے بن جائیگا شکل مہ نو
چرخ بھی آج کل انگشت نما ہوتا ہے

غل مچایا ہے جو زنجیروں نے اے زنداں بان
قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے

ہاتھ رکھتا ہے وہ بت اپنی بھوؤں پر اس طرح
جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

تھا گرفتار شب و روز نگہبانی میں
ہم جو اب چھٹتے ہیں صیاد رہا ہوتا ہے

پھر بہار آتی ہے اے خار بیابان جنوں
آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے

ہے رخ تختہ مژگان ترے ابرو کی طرف
ماہ نو ہیچ ہے کہ انگشت نما ہوتا ہے

ایسی نفرت ہے کبھی تیر لگاتا نہیں یار
سیری اس سے ہو تو وہ کبھی بنا ہوتا ہے

ہے مرے طالع خفتہ کا جگانا مشکل
شور محشر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہے

مر گئے ہم تو صبا لائی جواب نامہ
وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے

بات بھی منہ سے نکلتی نہیں اوس کے آگے
مجھے حیرت ہے کہ **گویا** تجھے کیا ہوتا ہے

نہ آسماں کے ہوئے اور نہ ہم زمیں کے ہوئے
جو تیرے دل کے گرے ہم نہ پھر کہیں کے ہوئے

گدا جو کوچۂ گیسوئے عنبریں کے ہوئے
تو بادشاہ خطا کے ختن کے چین کے ہوئے

نہ اپنے گھر کے رہے ہم نہ کوئے نازنیں کے ہوئے
ہوئے جو آپ سے باہر نہ پھر کہیں کے ہوئے

انھیں کے عشق نے یارب مجھے کیا گمراہ
میں کیا کروں کہ صنم سنگ راہ دیں کے ہوئے

مزہ اوسکی جو رکشتہ ہین اے دل کیا ہوا تجھ سے
کمان کیطرح ان تیر ونکا رخ کیون پھر گیا تجھ سے

نہ کیونکر الجھی گویا یار کی زلف دوتا تجھ سے
کیا اشک غلتن اوسکو ہوئی کیسی خطا تجھ سے

گلہ کرتا ہون پر اے کشید بس ہے خدا تجھ سے
ستم محبوب کی کرم تجھ سے خطا مجھسے عطا تجھ سے

نرکھ محروم میرے سر کو تو خشت سر خم سے
تمنا عالم وحشت میں ہے یہ ساقیا تجھ سے

کبھی این پیچ کیا کیا سر چڑھی ہے آخر اوس بت کے
رسائی سیکھے واللہ اے زلف رسا تجھ سے

بنایا ہے پریشان تو نے مجکو اے سیہ بختی
کھنچا ہے خوب نقشا گیسوے دلدار کا تجھ سے

خبر کیونکر ہوئی تجکو ہماری بیقراری کی
تری اصلی نکی مچھلی نے شاید کہدیا تجھ سے

لیا ہے دل جو میرا تو نے چشم مست دکھلا دے
عوض شیشے کی ساغر مانگتا ہون ساقیا تجھ سے

جو تیرا نام لون زخمی کی منہ مین پانی بھر آوے
ملا ہے اے زبان تیغ قاتل کیا مزا تجھ سے

ہر اک روزن ہے اختر ماہ تو ہر حلقۂ در سے
مکان یار کا کہتا ہون اے قاصد پتا تجھ سے

گریبان پھٹکے از خود بہر استقبال آئیگا
اگر اے آستین دست جنون باہر ہوا تجھ سے

چلے خط لیکے سوے یار کشتی جو قلمدان کی
دم تحریر کیا اے چشم تر دریا بہا تجھ سے

کسی بیجرم کی گردن پہ یہ آکر ٹھہرتی ہے
اگر اے دوش قاتل تیغ ہوتی ہے سوا تجھ سے

گرے ہین یار کی نظروں سے ہم بھی اشک کی صورت
عجب کیا ہے جو قاصد خط ہمارا گر پڑا تجھ سے

لیا غم تو نے شاید ہم سے یہ مجنون کمر نے کا
جو مدت سے صنم سر سے لگانا چھٹ گیا تجھ سے

اگر خط غیر کا لے ہاتھ مین جانان جلا دینا
تمنا ہے یہی اے آتش رنگ حنا تجھ سے

جو اوس کوچے کا پھرنا یاد آئے میرے پاؤن کو
نکل جائین صدا کیطرح اے زنجیر پا تجھ سے

پھر سیہ تو کا ہوا اون بیگمان — پھر چھپنے بعد وہ آنے لگے
پھر نجھے اللہ دے صبر و قرار — پھر بت ترسا ہین ترسانے لگے
رہتی ہے پھر سینے مین تصویر یار — دل کو پھر اسطرح بہلانے لگے
پھر خیال زلف ہے گویا ہمین — پھر ہم اوسکے پیچ مین آنے لگے

کیون بہنے لگی آنکھ پھر چشم تر ایسی — کیون رہنے لگی شدت درد جگر ایسی
کیا وصف لکھون کاکل و رخسار صنم کا — دیکھی نہین ہمنے کبھی شام و سحر ایسی
کس نے یہ گلال اوس رخ روشن پہ لگایا ہے — چھائی نہ شفق چہرۂ خورشید پر ایسی
اسواسطے ہے ضبط کہ تا جوش نہ جلوا دے — آجائے کہین لب تک نہ آہ جگر ایسی
نقشے تو بہت خامۂ قدرت نے بنائے — لیکن نہ بنا پھر دہن ایسا کمر ایسی
کیا ڈھونڈھیے اوسکو کہ نشان تک نہین ملتا — ہمنے کبھی دیکھی نہین نازک کمر ایسی
دیکھون جو رخ یار مین آئینے کے بدلے — کٹ جائیگی عمر مجھے یارب سحر ایسی
مین کیا کہون جو صبح جدائی نے دکھایا — ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسی
کسطرح کہ ہو پیش گہر دانت کی دانے — آگے در دندان کے ہے قدر گہر ایسی
کہتا ہون نہ کچھ اپنی نہ سنتا ہون کسی کی — ان روزون غشی رہتی ہے دو دو پہر ایسی
تیغ نگہ و تیر مژہ روکے جو ہر دم — جز داغ جگر لاؤن کہانسے سپر ایسی
ای حور لقا کسنے تجھے دیکھیے نسبت — صورت نہ پری کی ہے نہ شکل بشر ایسی
افسردہ ہوا میری دم سرد سے عالم — ٹھنڈی نہین ہوتی ہے نسیم سحر ایسی

جلنے لگے تلوے جو چلے یاد مین اوسکی
گویا ہے غضب یار کی رفتار مین گرمی

خاکساری چاہیے عبدِ خدا کیواسطے
کبر زیبا ہے جنابِ کبریا کیواسطے

باوفا تھا مرگیا اک بیوفا کیواسطے
آشنا تھا جان دی نا آشنا کیواسطے

باغبان دیوارِ گلشن تک تو آ ذدی مجھے
قینچیان لگوا نہ ای ظالم خدا کیواسطے

بے طلب گر موت بھی آئے تو شادی مرگ ہون
منتِ عیسیٰؑ نہ لون ہرگز دوا کیواسطے

آئی گر وقتِ دعا محرابِ ابرو کا خیال
تیغ ہو محراب بھی دستِ دعا کیواسطے

ای ہمایش فقیری سلطنت کیا مال ہے
بادشہ آتے ہین پابوسِ گدا کیواسطے

اوسکے لب پر سرخی پان دیکھکر کہتا ہے خضر
خون یہ کسکا ہو گیا آبِ بقا کیواسطے

بعد مرنے کے بھی سین ہمکو طفلان حسین
لین ہماری خاک کی گل آسیا کیواسطے

منھ دکھا بعد اک مہینے کے تو ای خورشید رو
ماہ نو ہی سر جھکانے التجا کیواسطے

بلبلو عریان وہ ہون جاؤن اگر گلشن کو مین
دامن اپنا پھاڑ کردین گل قبا کیواسطے

چھوڑ دنیا کر قناعت بیٹھ کنج فقر مین
خاک مت سر پر اوڑا ظلِ ہما کیواسطے

جانبِ گلشن مجھے صیاد لیجاتا نہین
تو ہی ازخود رفتگی لیچل خدا کیواسطے

ہو گیا نایاب جب عقدہ یہ تب ثابت ہوا
اوس کمر کی دید ہی اہل فنا کیواسطے

خاک ہو جا پھر سیہ بختی کا ہرگز ڈر نہین
ہی جگہ آنکھونمین ایدل توتیا کیواسطے

ہون وہ مجرم کانپتا ہے خوف سے سارا بدن
ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہے دعا کیواسطے

اگیلا راتون کو روتا ہون ڈہانپ ہاتہ کی مُنھ — بیان مین کس کرون آہ یہ غم نہان
کیا جو زیر زمین تو نے میری جان آرام — پڑا ہون خاک پہ مین صورت تن بیجان
قرار و صبر فقط تہا ترے سبب دل کو — جو تو ہی پاس نہین پہر قرار و صبر کہان

کبھی مین سر زرو دیوارے پٹکتا ہون — کبھی مین کہتا ہون اب گہر ہی خانہ زندان
کبھی یہ کہتا ہون کیا ہو گیا ارے اللہ — کبھی ہون صورت آئینہ ششدر و حیران
فلک نے دیکھے ہین میری جو صدمہ شب ہجر — طلب ہلال سے کرتا ہی ہر نالہ زبان
برنگ موج ہون ایجان بیقرار ایسا — جو موتی ہاتھ مین لون ہو وہ گوہر غلطان
اگر مین نالہ پر درد کرکے رونے لگون — زمین کانپ اوٹھے اور یہ گنبد گردان

فلک بگریہ درآید ز اشکباری من
زمین بلرزہ درآید ز بیقراری من +

اگرچہ جانتا ہون دم کا کیا بھروسا ہے — یہان پہ آیا جو وہ ایکدن روانا ہے
رہے نہ حضرت یوسفؑ نہ حُسن پاک اونکا — رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق اوسکا ہے
نہ اب ہی لیلی و شیرین نہ قیس فرہاد — نہ اب جہان مین وامق ہی اور نہ عذرا ہے
نہ اب ہی قیصر و خاقان نہ سلطنت نہ حشم — نہ ہین سکندر و جمشید اور نہ دارا ہے
نہ جنکو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی — سو اونکے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے
نہ گل سے گال ہین اونکے نہ آنکھ نرگس سی — نہ مثل سنبل تر کاکل چلیپا ہے
سر عزیز پہ تھا جنکے تاج سلطانی — ہر اک فقیر کی ٹھوکر سر اونکا کھاتا ہے

یہ شاہ کہتے تھے باتوسے دیکھ مقتل کو — چلا ہے لڑنے کو اکبر یہ شادمان کیسا

سنان پہ دیکھکے سر شہ کا لوگ کہتے تھے — نئی طرح کا ہی یہ برج مین نشان کیسا

جو لائے خیمے مین اصغر کو شہ تو بولی حرم — لہو ہی حلق سے یا شاہ دین روان کیسا

تباہ لوٹے ہوئے سر کھلے پریشان حال — چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا

جو نونہال تھا اصغر نہ اوسکو بھی چھوڑا — قلم ہوا ہے عزیز کا بوستان کیسا

موئے پہ مادر قاسم یہ بین کرتی تھی — مری نبی کو بنایا ہے خونفشان کیسا

شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی لیچلینگے ہم — علی کا پوتا ہی بیمار و ناتوان کیسا

ستم ہوا ہی کہ باد خزان اعدا سے — خدا کے شیر کا اوجڑا ہے گلستان کیسا

کرم بخش دے تو اوسکے سب گناہونکو — ترے حسین کا گویا ہی نوحہ خوان کیسا

سلام

لازم ہے مجرئی کو اطاعت حسین کی — منفور پہلے ہو گی جماعت حسین کی

مشکیں بہائی ریت پہ ہنستے تھے اہل شام — تغیر تھی جو پیاس سے حالت حسین کی

روتے تھے زار زار ہمیں بہشت مین — کرتے تھے جبکہ یاد مصیبت حسین کی

سجدے مین سر جھکا دیا محراب تیغ مین — زخموں سے طاق سب کی طاقت حسین کی

بیعت طلب حسین سے کی ظالمون نے ہائے — واجب تھا کہ کرتے وہ بیعت حسین کی

بیچھے تھے سر شہیدون کے آگے سر امام — دیکھو فنا کے بعد امامت حسین کی

خنجر چلا کیا نہ اوٹھی سجدے سے جبین — افزون ہے سب جہان سے عبادت حسین کی

شہ کہتے تھے یعقوب سے یوسف تو ملا تھا | لیکن نہ ہمارا مہ تابان نظر آیا
اکبر نے شب عقد جو قاسم پہ نظر کی | آئینے کے مانند وہ حیران نظر آیا
جو زخم تھا سو گل کی روش آہ تھا خندان | سرور کا تن پاک گلستان نظر آیا
زندان میں گئی ہائے جو وہ زینت جنت | بہتر کہیں جنت سے وہ زندان نظر آیا
کرتا ہوں بیان شاہ کا روتا ہوں میں دن رات | گویا مری بخشش کا یہ سامان نظر آیا

مجرئی باندھتی تھی جو وہ زنجیر میں ہاتھ | ید بیضائے فزون جو کہیں تنویر میں ہاتھ
سینہ شاہ شہیدان تھا سنان کا مشتاق | خواہش تیغ میں سر تھا طلب تیر میں ہاتھ
خون ناحق کا وہ شبیر کا ہوگا شاہد | آئیگا روز جزا شمر کا تقریر میں ہاتھ
ہوگئے زینب مظلوم کے بیٹے جو شہید | رو دئے شہ ڈال کے پھر گردن شبیر میں ہاتھ
مارا دلبند ید اللہ کو جس شخص نے تیر | کام سے جاتا رہا اوسکا بس اک تیر میں ہاتھ
شہ کو تلواریں لگاتے تھے شقی دیکھ فریب | تھی زبان ذکر میں مشغول تو تدبیر میں ہاتھ
کیا کہوں اہل حرم روئے جو وقت رخصت | شہ نے باندھ دیا جب کف شمشیر میں ہاتھ
ایک سجاد کا تھا ہاتھ بندھا رسی سے | ایک تھا ہائے کف ظالم بے پیر میں ہاتھ
محو تھے ذکر خدا میں شہ دین قنوت نماز | دہن زخم سے مشغول تھے تکبیر میں ہاتھ
کہا سجاد نے کیا ضعف ہے اللہ اللہ | نہ اوٹھے وقت نماز اوسکے جو تکبیر میں ہاتھ
مرنے کی آ کے جو بیعت تو کیا کو نثار | اشقیا بولے عجب شہ کا ہے تسخیر میں ہاتھ
قدم شاہ پہ گر گر کے عدو کہتے تھے | نظر آیا جو اونھیں قبضہ شمشیر میں ہاتھ

جب ہوئے رخصت مزار شاہ سے
بولے عابد جیتے جی ہم مر چلے

دفن اصغر کو کیا اکبر کو بھی
ہاے ان ہاتھون سے کیا کیا کر چلے

روتی تھی بانو یہی کر کر کے بین
ہنسلیون بھی تم نہ ای اصغر چلے

ہو جہان تابع سلیمان جاہ کا
چرخ پر بھی حکمت اختر چلے

دوست میرے شاہ کی گویا ہون شاہ
تیر اور تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ پر ماہ محرم جب نمایان ہو گیا
اے سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا

باغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تھی شاہ کو
زخم جو تن پر لگا تھا روے خندان ہو گیا

گرد صحرا کی پڑی جب چہرۂ شبیرؑ پر
شکل مہ ابر غباری مین وہ پنہان ہو گیا

کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجاد کو
غم یہی تھا خانۂ زنجیر ویران ہو گیا

اسقدر عباس نے کھائے تھے زخم تیغ و تیر
دم مین وہ گل سا بدن رشک گلستان ہو گیا

زینب و کلثوم نے سر سے ردائین پھینکدین
چاک جب صبح شہادت کا گریبان ہو گیا

حضرت مسلمؑ نے کوفے سے یہ نامے مین لکھا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جان ہو گیا

یک قلم کٹ کٹ گرے جب نوبنالان حسینؑ
عاقبت باغ امامت سا میدان ہو گیا

ہل گئے ارض و سما و عرش تھرانے لگا
خاک و خون مین جب شہ جن و ملک غلطان ہو گیا

تیر اک ظالم نے مارا جو سر پر نور پر
خون سے تر عمامۂ شاہ شہیدان ہو گیا

صغرا کو نا گوار جو تھی فرقت پدر — لکھتی تھی خط کو بال کبوتر سے باندھکر
لائے الٰہی جلد مرے اب کی خبر — شبیر سے یہ نامہ کبوتر کیو اسطے

بند ٨

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا — بے رحم جبکہ سر سے لگے چھینے ردا
رو رو کے ظالموں سے سکینہ نے تب کہا — چادر تو چھوڑ دو مری مادر کیواسطے

بند ٩

جب سر حسین ابن علی کا کرین جدا — کیونکر پڑا انہو وے بھلا فوج شام کا
یہ کس حدیث کون سی آیت میں ہے روا — آل نبی کو قتل کریں زر کیواسطے

بند ١٠

زینب پکاری قتل کیا اسکو ظالمو — اتنا تو رحم حال کیے بونکی تم کرو
سر پہ ہمارے ایک تو سرور کو رہنے دو — دیتی ہوں انکو روح پیمبر کیواسطے

بند ١١

تمنے تو شاہ یونہ کیا پاس مصطفیٰ — ہو کسکے دین میں کون تمہارا ہی رہنما
یہ کیا جفا و جور ہے اے قوم بے حیا — سبط نبی کی عترت اطہر کیواسطے

بند ١٢

آیا جو غیظ میں پسر شاہ ذو الفقار — اہلیمیں کانپ کانپ کے بولی وہ بدشعار
حضرت کے ہاتھ میں ہے وہی تیغ آبدار — اوتری تھی آسمان سے جو حیدر کیواسطے

گویا فقیر ہے ترے نانا کے نام کا
یا شاہ دین ہے بس یہی مطلب غلام کا
تھوڑی سی جا ملے مجھے بستر کے واسطے
روضہ ہے جس میں خیر الانام کا

سلام

رتبہ نہ کیوں بلند ہو میرے سلام کا
مجرائی ہوں حسین علیہ السلام کا

ہاتف ذکی ندا کہ سخی کا ہے سر بلند
نیزے کی نوک پر جو چڑھا سر امام کا

شبیر چاہتا تو ابلتا زمیں سے آب
محتاج تھا وہ آپ کے پیالے جام کا

شہ غیظ میں جو آئی تو ہاتف ذکی ندا
رکھیے نشان امت خیر الانام کا

کرتا نہیں غزال حرم کو بھی کوئی صید
کاٹا لعین نے سر شہ بیت الحرام کا

گم تھا نہ کربلا میں تجلی طور سے
جلنا حسین ابن علی کے خیام کا

جب آفتاب صبح قیامت کی ہوں عدو
ہو کیوں نہ منہ سیاہ بھلا فوج شام کا

کوفے سے خط جو آئے حرم میں تو بولی شاہ
مضمون میں ہی طور اجل کے پیام کا

رو رو کے کہہ رہے تھے ہم حاملان عرش
بلوا ہے خاصگان خدا پر عوام کا

کرتے تھے غش سے ماہ بنی ہاشم التجا
اب فتنگہ میں نام ہو روشن غلام کا

قاسم ہوئے شہید تو کہنے لگے امام
گلگوں ہوا ہے سر حسن سبز فام کا

خون دیدۂ فلک سے رواں کتنے دن رہا
غم اسقدر ہے یادشۂ تشنہ کام کا

کرتے نہ کیوں امام کو مردود بے نشان
منظور تھا مٹانا محمد صلعم کے نام کا

۹۹

تو او سکے سوگ میں لہو نے پیچ و تاب کیا

کبھی یہ کہتے تھے شہ مر گئے علی اکبر
کبھی پکارتے تھے ای شبیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
یہ کہا ہی جاتا تھا سوز الم سے سبکا جگر
حسینؑ کہتے تھے اکبر کی لاش پر جا کر

تمھارے داغ نے بابا کا دل کباب کیا

جب آیا لاشہ اکبر حرم کڑھے سارے
یہ بانو رو کے لگی کہنے سو گئے پیارے
کہا یہ شاہ نے حسرت سے کر کے نظارے
نہ نیند آتی تھی اصغر کو پیاس کے مارے

گلے یہ تیر جو آ کر لگا تو خواب کیا

یہ غم سے بیٹی کہ لب نیلا کر دیا منھ کو
لہو یہ روئی کہ گلرنگ کر دیا منھ کو
مگر نہ اوسنے کیا شرم سے سیہ منھ کو
نبی کی لاش جو آئی چھپا لیا منھ کو

دلھن نے حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا

نہ لپٹ آیا گلہ اوس امام زادی کے
چھدے تھے خار سے پا اوس امام زادی کے
بندھے تھے ہاتھ ہی کیا اوس امام زادی کے
گلے میں طوق بھی تھا اوس امام زادی کے

خدا نے جسکے تئیں مالک الرقاب کیا

ہر ایک گام پہ گر پڑتے تھے امام ہدا
یہ فرط ضعف تھا ہرگز چلا نہ جاتا تھا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا
سوار گھوڑے پہ اعدا پیادہ شہزادہ

عجب طرحکا زمانے نے انقلاب کیا

وہ دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین
تو یاد آتی لب خشک سید الکونین

ترتیب کی تاریخ جو ناسخ نے طلب کی
بولا کہ یہ دیوان ہی گلستان فصاحت

تاریخ

ہر اک بحر دیوان گویا ہے در خیز
نہ یون بے بہا پائے دریا نے موتی
یہ تاریخ ترتیب دیوان ہے ناسخ
پروئے ہین لڑیون مین گویا نے موتی

تاریخہاے ترتیب دیوان از مرزا فرخ شاعر

شعر فقیر محمد خان کی اسکے بین زنگ نقص سے پاک
جلسے مین ہین شاعرونکے دیا آئینہ حیرانی زا
بسکہ ہر ایک مین غزل مین فقد معانی ہین بعید
رنگین شعر سخن کا ہے اوسکے باغ وبہار حیرانی زا
جب کیا تقسیم اوسنے دیوان فرخ نے یہ قلم سے کہا
لکھ دیباچہ باغ وبہار گنج نظم معانی زا

تاریخ

جو بلکی ہر شعر گویا در یہ ناب ہے وبھری ہے
ہو کیون نہ لفظون مین آبداری کہ معنی تر ہر دوان ترقی ہے
نہ کیون ہو ملک سخن تسخیر کرین ہو عرب کا شاعرون کی
کہ تیغ برّان زبان گویا ہی زور طبع وبہادری ہے
جب اچھا دیوان اوسنے باشارت غیبی پیدا کی
کرامت شاعری کی تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

خاتمۃ الطبع